لیے انہوں نے بڑی جانفشانیاں کی ہیں۔ خاص طور پر قرآنی مضامین پر مشتمل رسائل نور کا جو سلسلہ انہوں نے پھیلایا، وہی در اصل نوری یا نورسی تحریک کے لیے ریڑھ کی ہڈی بنا۔ پریس میں یہ رسائل چھپ نہ سکتے تھے۔ علامہ نورسی سے متاثر نوجوان ان کو قلم سے لکھتے اور آگے کچھ اور لوگوں کو تفویض کر دیتے۔ پھر نقل در نقل کا یہ سلسلہ کہیں سے کہیں جا پہنچتا۔ حتیٰ کہ اُن کے شاگردوں نے جیل میں بھی نظر بچا کر یہ خدمت جاری رکھی اور ہر جیل میں استاذ سے قیدی متاثر ہو کر تائب ہو گئے۔ خیر یہ لمبی داستان تو پڑھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔

اس کتاب کو ترکی سے اُردو میں منتقل کرنے کا سہرا نوجوان صاحبِ قلم ثروت صولت کے سر بندھتا ہے۔ انہوں نے پہلے ترکی زبان خود آموزی کے طور پر سیکھی اور پھر ہمارے دیرینہ ترکی رفیق و دوست اعظم ہاشمی مرحوم —— جو روسی ترکستان سے زندہ بچ نکلنے والے ایک معزز گروہ علما سے تعلق رکھتے تھے اور دارالاسلام میں مولانا مودودی کے ساتھ چند سال رہ چکے تھے —— کی ترکی زبان کی چند کتب کے بل پر جو ادارۂ معارف اسلامی سے دستیاب ہوئیں، متذکرہ کتاب مرتب کی ہے جو علامہ سعید نورسی کی سوانح بھی ہے اور نوری تحریک کی رپورٹ بھی!

یاد رہے کہ مستقبل کے لیے تحریک اسلامی کا بہترین باصلاحیت عنصر پاکستان سے باہر مصر و ترکیہ اور یا پھر ملائشیا انڈونیشیا سے اُبھر رہا ہے۔

مجلہ "محور" ۱۹۷۷ء

پیشکش: پنجاب یونیورسٹی یونین

مدیر: سلیم منصور خالد ایم۔اے فائنل

مشیر: پروفیسر مسکین حجازی

"محور" پنجاب یونیورسٹی اسٹوڈنٹس یونین کا مشہور مجلہ ہے جو سالنامہ کے طور پر شائع ہوتا ہے۔

ڈاکٹر خیرات محمد ابنِ رسا کی خدمت میں مبارکباد کہنے کو جی چاہتا ہے کہ اُن کے زیرِ سایہ کام کرنے والی سٹوڈنٹس یونین نے محور کا ایک ایسا ایڈیشن پہلی بار پیش کیا ہے جو بڑے تنوع کے ساتھ ٹھوس فکر انگیز مواد

اور لطیف ادبی نگارشات کا ایک عظیم ذخیرہ اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ ملک میں اسلامی نہج پر تعلیمی انقلاب لانے کے لیے برسوں سے معاشرے میں جو افکار و جذبات نشوونما پا چکے ہیں، ان کی پوری پوری جھلک اس میں موجود ہے۔ کہنا چاہیے کہ طلبہ و اساتذہ ہی کے لیے نہیں، علمی ادبی حلقوں کے لیے بھی اور ان سے بڑھ کر تعلیمی مفکروں اور ملک کے کارپردازوں کیلیے بھی محور کی یہ اشاعت بہت اہم ہے۔

مسئلہ تعلیم کو اسلامی اور پاکستانی نظریے کی روشنی میں دیکھنے کی بہت اچھی کوشش ہے مستقبل کے نصابی خاکوں اور پروگراموں کے لیے اس میں رہنمائی موجود ہے۔ بہت سی نگارشات ممتاز مشاہیر کی کاوشوں کا ماحصل ہیں۔ نوجوان طلبہ کی آرا کا انعکاس بھی اس میں ملتا ہے۔ ۱۹۴۷ء کی داستانِ خونچکاں کے چند اوراق بھی شریکِ اشاعت ہیں۔ مشرقی پاکستان کے شہادت یافتہ طالب علم عبدالمالک کا تذکرہ بھی شامل ہے۔ تحریک "البدر" پر تفصیلی مضمون بھی پیش کیا گیا ہے۔

محور کی قائم کردہ اس اچھی مثال کو پیشِ نظر رکھ کر اگر لا کالجوں، میڈیکل کالجوں اور انجینئرنگ اور فنونِ لطیفہ سے متعلق کالجوں بلکہ دینی مدارس کی طرف سے بھی اگر محنت سے مرتب کیے ہوئے ایسے تعمیری مجلّے پیش کیے جانے لگیں تو نہ صرف زیرِ تعلیم طلبہ کے ذہنوں کی بہتر نشوونما میں ان سے مدد ملے گی، بلکہ مجموعی طور پر معاشرے کے مطالعہ پسند حلقوں تک ان کا مفید اثر پہنچے گا۔

جگہ کی کمی کی وجہ سے مجلّہ کے مضامین و مباحث کا تفصیلی مطالعہ و تجزیہ نہیں کیا جا سکا اور نہ لکھنے والوں کی وسیع محفل میں شامل ہونے والوں کا تعارف کرانا ممکن ہوا۔

ترتیب کے علاوہ کتابت و طباعت میں محنت و کاوش کی گئی ہے اس کا خراجِ تحسین ہم جناب پروفیسر سکین حجازی کے واسطے سے نوجوان ایڈیٹر سلیم خالد منصور تک پہنچانا چاہتے ہیں۔